

اَتَمَّ الْحَرُّ وَالْمَيْسُ وَالْأَضَابُ وَالْأَزْ لَامُ حُسْبُ مِنْ
عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوا لَعَلَّكُمْ تَقْلِقُونَ

شفت ساقی نامہ

مطبع آفتاب دکن شہر ذی الحجہ ۱۲۵۰ ۳۰ آئین چھپا

اداسے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہی فیصلہ دل کا



جام پر تو فلن پلا ساقی	مے تو بہ شکن پلا ساقی
لاپلا دے شراب لسن کی	لاپلا دے شراب لندنگی
کر دے سرشار صورت گیس	لاپلا مچھکو بادہ پیرس
برشکالی شراب دے مچھکو	پرنگالی شراب دے مچھکو
رغفرانی شراب دے ساقی	ارغوانی شراب دے ساقی
جو کلیجہ پہ جا کے دے چرکا	جلد ساغراتش ترکا

دے اوسی مین سوہر کر جام پہ جام
 نے پلاتن گہنگہر ج پر شور
 اس طرحے ہوں عقل و ہوش تبا
 نے دے جادو آتش ساقی
 جس مین دونی ملی ہو الکول
 شعلہ او ٹھننے لگیں جسے پی کے
 لالہ سان داغ گو جگر کو لگے
 عرشہ پیدائش شاخ گل
 مال دل غنچہ کی طرح ہوتا
 ڈاک لگ جائے گو بیان بو
 نوراوڑ جائے رخ سے مثل سحر
 زرد ہو جاؤں زعفران کی طرح
 چہرہ پر نور آفتاب نہ سہی
 اب تو شیشہ سے آگلی ہو عرض
 خفقان اختلاج ہو جائے

مست ہاتھی پنجس شراب کا نام
 جس کے پینے سے نشہ ہو گنگو
 جیسے ڈس جائے کوئی ماریا
 خون جب تک بدن مین ہو پانی
 استخوان پھونکے صورتِ میل
 آگ جو بہیں مین ہو پانی کے
 منہ ہنیں پیر نے کا ساغر سے
 ہاتھ سے پر نہ چھوٹے ساغر
 پر صراحی کی دل سے جانے چا
 پر زبان پر رہی بیان بو
 ہو صہو جی کا جام پیش نظر
 رنگ رلیان ہوں بخوان کی طرح
 نشہ کی چاہیے سرخی
 خیر ہو جائے بچکیوں کا مرض
 کل جو ہونا ہو آج ہو جائے

دے وہ جس کو پی کے ہو سہ شہار
 نشہ میں شکل سا غو مینا
 کروں اٹھکھیلیاں میں باہو بوز
 نشہ ہولے تو آنے چین مجھے
 جام پر جام صبر کے مجھ کو پلا
 مجھے ہوگی نہ واعظوں کی خوشی
 مجھ میں پیدا ہوں صبر و حلم و وقار
 نہیں ہوتے نہوں درست احوال
 شہر و نوک و بانا کیا ہے ضرور
 اس میں جو کچھ کہ ہو نہیں پروا
 پی کے سو ترسہ ہی آجوتے
 مجھ کو مستی پسند ہے درات
 نشہ میں ہے اگر نار خام
 کیا شب قدر میں فضیلت ہے
 شب کو نہ پڑتے ہیں جو دعا
 نہ ہے عقل و ہوش سے سروکار
 خندہ عیب ہو کر یہ ہو عیب
 سرسوں پھولی رہے نگاہوں میں
 نہ ہے فکر نشا تین مجھے
 فکر محشر ہے نہ ذکر خدا
 روزہ رکھنا بڑی ہے نفس کشی
 مجھ کو اسکا یقین نہیں زخار
 بھر ریاضت تو ہے نہایت شاق
 بندہ نفس رہنا ہے منظور
 سگ کے ہو جائیں خصلتیں پیدا
 میں چھوڑوں شہر ہے وہ شے
 خاک کی طرح ہو ذلیل اوقات
 میرا ایسے نماز کو ہی سلام
 طاعت حق میں کیا حلاوت ہے
 روتے ہیں کیا سمجھ کے مرد خدا

نہیں مجھ عہد اور ہے ساقی
 کی ہے کوشش انہوں نے خاطر خواہ
 کر کے زحمت جو آئے اتنی دور
 مجھ تجارتِ انہیں مبارک ہے
 بادہ نوشون کی بادشاہی ہے
 کس کا ڈر ہے پیون جو چھپکیر جام
 نہیں وہ طور اب شہریت کا
 اب تو مے خوار ہیں صحنہ و کبیر
 مسجد و مکتب میں ہیں مینا خانہ
 عابد و نکاحا اب نہیں مطلق
 اہل یورپ کا دور ہے ساقی
 پائی ہے مدتوں بیند کی راہ
 محض تیرویجِ بادہ تہی منظور
 اب یہاں مے کشی ابد تک ہے
 مے فروشون کی بادشاہی ہے
 اب کہاں ہے وہ شوکتِ اسلام
 ہو چکا دور اب شہریت کا
 نہیں ساقی مجھ عہدِ عالمگیر؎
 دور میں مثلِ سبچہ پیانہ
 اوسط ہے اذان اور ہر حق

من بگو بلبلان می داند سبزه عالم با فوق کاوی بنی فرستائی است
کسی گوشت من کیو نیمن جا کے پیون کیون نہ واعط کو اب کہا کے پیون
کیا مجال اب جو کچھ کہے واعط کہا کے خون جگر رہے واعط

جو مسلمان ہیں امتِ انگریز
 بادِ خوارمی کا شغل گہر گہر ہے
 جس طرف دیکھو چوستی ہے
 جسکو دیکھو ہے تبتلے شراب
 بادِ خوارمی کا حکم ہر جا ہے
 ابرو باران پہ کچھ نہیں موقوف
 باغ و صحرا پہ منحصر یہ نہیں
 نہ شب ماہ کی ہے کچھ تخصیص
 مے کشی ہر جگہ ہے ذرات اب
 اب کہاں وہ طہارتِ تقویٰ
 محتسب ہیں خود وہ ہیں میخوار
 کوئی چوٹی سی بھی چوستی ہے
 بنیہ بقال گوہن دور و مان نہ
 اس میں حکام کو بڑی گند ہے
 مست ہو ہو کے اب سر بازار
 مے کشی سے نہیں اونہیں پرینہ
 اور تازی نوشیر مار ہے
 مے پرستی ہو س پرستی ہے
 سر بازار ہے صلائے شراب
 خطِ ساغر بجائے طعنا ہے
 مے زمستان پہ کچھ نہیں موقوف
 لبِ دریا پہ منحصر یہ نہیں
 نہ سحر گاہ کی ہے کچھ تخصیص
 ہند سارا ہے اک خرابات اب
 بادِ کشش خود ہیں حاکمِ اعلیٰ
 حاکمِ وقت کرتا ہے بیچار
 تو بڑی دان بھی مے پرستی ہے
 میکدہ ہے مگر ضلع و مان
 اس میں لاکھوں روپے کی آمد ہے
 زاہد و نکلی اوچھالئے دستار

تھے جو داغ و غلط سب کے دشمن
 خون سے جن کے پلے نہ سکتے تھے
 جن سے تھی نہ شے میکش کی ہرن
 جن کی ہشت میں جی نہ سکتے تھے
 سب سیر و نیم جو اب جو گھر تھے
 محکم میں جو آج قاضی میں نہ
 چور کی طرح چھپتے پھرتے ہیں
 باوہوشوں سے سب راضی ہیں
 حاکم وقت کی عنایت ہے
 باوہش مورد رعایت ہے

کہ مک پر بڑا دیا محضول

مے کشو نکو مگر کیا نہ طول

پہلے پاسی چار پیتے تھے
 اب تو اہل علوم پیتے ہیں
 مردم بے فہم فار پیتے تھے
 ماحیان رسوم پیتے ہیں
 ان میں ہر اک بڑا مفسر ہے
 ان میں ہر اک بڑا مفسر ہے
 اہل تہذیب و باخبر میں یہ اہل
 اہل تہذیب و باخبر میں یہ اہل
 مٹہ سے بہتی ہر بات بات پر
 مٹہ سے بہتی ہر بات بات پر
 مست رہتے ہیں دوپھر ہر روز
 مست رہتے ہیں دوپھر ہر روز
 باوہ خوارسی میں کیوں نہ ہوں شا
 باوہ خوارسی میں کیوں نہ ہوں شا
 خلق کرتے ہیں یہ ہنود کر ساتھ
 خلق کرتے ہیں یہ ہنود کر ساتھ

گبر و ترسا سے اختلاط بہت
 ہے تعصب مگر مسلمان سے
 بے ریاضت یہ ہو گئی مشاق
 بھول کر بھی کرین خدا کو نہ یاد
 دیکھتے ہیں سدا رہیں ہر حید
 پھرون نشہ میں رہتے ہیں بہت
 ورو اسلام کا نہ ہو کیونکر
 جدا علی تھے بانی اسلام
 کالجوں میں یہ کر چکے ہیں پائس
 بادہ خواری کو فن میں ہیں کامل
 ان کو سب علم کیون نہوں معلوم
 نشہ میں بے سبب نہیں سیکوت
 بیچون سے ہے ارتباط بہت
 سخت نفرت ہوا ہل یان سے
 آگے سب محاسن اخلاق
 وقت کرتے نہیں ذرا برباد
 ہیں مگر وقت کے بڑے پابند
 جانتے ہیں یہ وقت کی قیمت
 اہل بیت بنی مین ہیں اکثر
 اوس میں اصلاح کیا انکا ہر کام
 اب ہر اسلام کو انہیں کی آس
 اب یہ ہر علم کے ہوئے عامل
 موج می ہو کلید باب علوم
 دینگے تثلیث زاویہ کاشوت

کہی سکینٹنٹ کوئی ذرا ہر شہد افسانہ کہتے الہ پر راہ

ان کو ممکن کوئی رصد ہو جواج
 یہ ثوابت کی ناپتے دوری
 نیچ بے مشبہہ کر لین استخراج
 نہیں آلات - ہے یہ مجبوری

ہین بہہ جرقٹیل میں اوستاد
 کر چکی ہین بہت کلین ایجاد
 پرزہ انجن کے ڈھال لیتے ہین
 برق بھی یہ نکال لیتے ہین
 سیکہ کر کانٹے اور چھری کا حساب
 اگیا ان کو فن اصطرلاب
 علم بلدیہ پر ہوی استاد
 ساری مہیت سے ہو گئے ماہر
 اقت اسلام پر نئی ہو پڑی
 کہ جہالت سے بھی ہو خبری
 ہم تو جاہل ہین پر یہ حیران ہین
 کو نئے علم پر یہ نازان ہین
 بی اے تک پڑھتا ہو اگر کوئی
 چھوڑ دیتا ہے شعبہ علمی
 ہو کے تاریخ میں اگر ایم اے
 کو نسا فخر ہو گیا اس سے
 اوسمیں بھی تو خضین کوئی تصنیف
 ایک جغرافیہ ہے پایہ فخر
 مگر اوسمیں بھی ہو یہ انکا جاہل
 اہل یورپ جدمہ کو جاتو ہین
 جو سیاحت میں کام اون پہ فخر
 یہ نہ عرض بلد نکال سکین
 نہ مساحت کا خطیہ ڈال سکین
 نکلے کس طرح ارتفاع بلا دلو
 انکو وہ قاعدہ رہا نہین یاد

جا کے افریقہ کے بیابان میں یہ کبھی سمت تک نہ پھچانیں
 سیکھا انگریزی کا تو علم ادب پرہین اپنی زبان سے جاں لب
 ذوق تقریر سے نہیں آگاہ شگبِ تحریر سے نہیں آگاہ
 کچھ بلاغت سے رابطہ ہی نہیں کچھ فصاحت سے واسطہ ہی نہیں
 جاسیتے ہی نہیں زبان کا لطف مانتے ہی نہیں بیان کا لطف
 اسکا نشہ دماغ ہی میں نہیں بھہ شراب و سِ ایاغ ہی میں نہیں
 اون کو افسوس بھہ نہیں معلوم بھہ ہی اک حش ہی جس سوہن محروم
 ہوئے سودی کی نشر سے آگاہ نہیں سودا کی نظم سے کچھ راہ

۴

سے بن - نیچرل نہیں اشعار نہیں اونکو وقوف ہی زہار
 چپنا ہوز ہر عشق کا موقوف اور ٹھہر نہون ذرا موقوف
 عشق کے تذکرہ اگر ہیں روا اوسمین بھر نہر کو نہا تھا ملا
 پڑہ کے انگریزی نوکری جوہی اگئی کیا لیاقت علمی
 سمجھے بس نوکری ہوئی حال اس ٹہلا و مومین رگہو جاہل
 تھے سمجھے نہیں مطالب علم تمنے دیکھے نہیں ہر طالب علم

محض گٹ پٹ پہ کیا سخت ہے صاحبو یہ نری حماقت ہے

ایک اہل زبان جو ہر جاہل

ہنیں اسکی برابری حاصل

اپنے کی بڑی بیہوشکوری کہ بنے انجمن کے سیکریٹری

صدر محفل اسے کیا تجویز بات کی بھی جسے ہنیں تہنیر

ممبر و نہیں جو لوگ ہیں داخل ان کی امت میں سب ہنیں شامل

اونسے ہر واقعہ پہ چندہ لین انکو مغے ملین خطاب ملین

پھینچے سرکار کے یونہیں نر ویک ہوئے کونسل میں رفتہ رفتہ شریک

نئی شرکت سے بس ہوا یہ حصول گاڑی والوں پہ بندہ گیا محسوس

اب خوش آمد کے فن میں پاس ہو حاکموں کے بھی روشناس ہو

پھر تو خفیہ بھی آنے جانے لگے خوب دہر کی او دہر لگانے لگے

دہو کے حکام کو بہت دئے اپنے مطلب یونہیں نکال لئے

اک مسلمان وکیل کلکتہ مجھے بھی معرفت تھی البتہ

مر گئے وہ مجھے بھی مرنا ہے سب کو اس راہ سے گزنا ہے

عجب اس شخص کی حکایت ہو اور حکایت ہنیں درایت ہے

سویہ خانہ دربار میں نہایت رشتہ داروں میں سے تھی

جن دنوں تھا او وہ من فتنہ و ثمر
پہنچے چھ اندرون ولیم فورٹ
کل کے دن آگے مان سنگم یہاں
جتنے ملک او وہ من میں راجہ
کہ بغاوت پہ سب ہوں آماؤ
کی کوئینہ نے سننے کے یہ بہ تدبیر
فتنہ جہوقت تک فتنہ نہوا
غدر کے بعد کہل گیا لیکن
اوسنے ہر گز نہیں بغاوت کو
لاؤ کیٹنگ نے کی بڑی تحقیق
ہو گئی ہوتی کچھ اگر صحت ہے
شبہ بہ تھا اگر ذرا سا بھی
الحداز اس طرح کی غمازی
بس بھی ایک راہ ہے سبکی

آتی تھی غدر کی جنبہ حبس
اور کوئینہ سے کی یہ جا کے رپورٹ
لے گیا شہ سے غدر کا فرما
بادشاہ نے چھ سبکو لکھ بھیجا
بادشاہ ہی علم ہوا ستادہ
کر لیا شاہ بے وطن کو اسیر
چین اوسن گناہ کو نہوا
لکھنؤ میں تھا مان سنگم یہاں
بلکہ سب کار کی اطاعت کی
اس خبر کی نہ کچھ ہوئی تصدیق
آتی نشن یہ بھی بڑی آفت
کیسی نشن نہ ملتی آزادی
الامان اس قدر سخن سازمی
ساری باتیں میں اپنے مطلب کو

دیکھ لے گا گرس میں ہمدردی
 آپ لبرل اگر بنے تھے جناب
 کہ یسٹری سے بھی ہوئے بدظن
 گئے یورپ اگر تو کیا ہے کمال
 تھے وہاں چشمہ علم کے جاری
 پہلے تھے نیم جشی و جاہل
 کہا ناکانٹے چہری سے کہانے لگے
 جو کہ آئے ہیں بنکے بیرسٹر
 میل وہ تو نکالے سرسونسے
 رہے برسوں سفر میں رات دن
 ہیں ترقی قوم کے جو علوم و
 معنیات سے نہ راہ ہے کچھ
 نہ ریاضی نہ علم طبعیات
 خاک طین میں جھل جھت کافن
 دو رئیسوں کو جب یہ لڑوائیں
 جتنے تھے سبکی کھل گئی قلمی
 خان بہادر کا لینا تھا نہ خطاب
 چوڑ کر سنت لگ گیا پرشن
 آئینہ ہے وہاں کا سب احوال
 تمنے سیکھی بس ایک بخاری
 اب بن آئے مہذب اور قابل
 جہاڑ و پنجہ سے اب کھانے لگے
 ہیں وہ کولہو کے بیل سے بدتر
 بھم ہیں بیکار محض برسونسے
 اپنی حد سے بڑھے نہیں لکین
 اونچین سے ایک بھی نہیں معلوم
 نہ فلاحت میں نہ سنگاہ ہے کچھ
 علم حیوان انہیں نہ علم نبات
 سیکھ آئے ہیں ترنقہ کافن
 تب کہیں جا کے فیس کچھ پائیں

چین و جاپان میں کاشکے جلتے وان سے جوتے بنانا سیکھتے
 سب نیکی ہی ہر ایک ہی سی ٹٹل ہم ہیں دناے روضہ پوہی ٹٹل
 حاکمون کے جو ہم زبان ہیں ہم تو بڑے اون کے بازوان ہیں ہم
 کیا پلا کر اوہ نہیں شراب کا جام پوچھ لیتے ہو دل کا راز تمام
 جانتے ہیں جو لوگ ہیں عاشق بھیجے بھی دعوتے تمہارا ہر باطل
 کونسلوں میں براے بیت ہو تم محض حکام کے پندیت ہو تم
 چونچ اون سب کے جس طرح کہو لے تم لگے بولنے وہی بولے
 نہیں پوہی ٹٹل کی آئی ہو بو
 تم ابھی ہونرے میان شہو

نہ شریعت کا حکم کچھ مانو واہ صد افسوس میں مسلمانو
 کس سے سیکھی یہ مغربی تہذیب دین دنیا کی جنسے کی تخریب
 ترک ہے ہی وہ خوبی اسلام رشک کرتے ہیں جب یہ سب اقوام
 اس شرف کو بھی ہائے کہو بیٹھے اس سعادوت کو بھی بولو بیٹھے
 ہوش مند ہی نے کیا خطا کی تھو کہ پسند آئی تھو بے ہوشی
 جیسے آئے شباب کے ایام رات دن تم ہو اور شیشہ و جام

شغلِ مے حد سے بڑھ گیا اب تو
 دیکھو گردن کہیں ہے سر پہ کہیں
 دیکھو کہ یہ تہا را حال خراب
 کچھ نہ اچھا نہ کچھ بُرا دیکھا ہے
 نشہ من او کراہنے والے
 جام پر جام پی رہا ہے تو
 نشہ من آپ ہی آپ رتو ہو
 کرتے ہیں بچنے سے پیار تہیں
 سمجھے تھے سرفراز تم ہو گے
 صاحبِ عزم جب نرم تم ہو گے
 ہو گے تم محفلِ نہیں صبرِ نشین
 آئینہ لیکے تم نطرت کرو
 یہ تو نام و نمود کے دن ہیں
 ویرین ہوں یا فتنہ ہوں کثیر
 ہوں سرس مثل آیتِ زلزل

ہوشیں آتا نہیں ذرا اب تو
 بکھرے جاتے ہیں گیسوے شکیں
 سرِ زانو میں میرے اچھا ہے
 ہاے دنیا کا تم نے کیا دیکھا
 سہمے جاتے ہیں چاہنے والے
 سو کہا جاتا ہے دوستہ نکالو
 کیوں ہمارے حواس کہوتے ہو
 ہم تو سمجھے تھے ہو نصرتِ ہمیں
 فارس یکہ تاز تم ہو گے
 مالکِ بزم و رزم تم ہو گے
 ہو گے تم نامور جو ان حسین
 رحم اپنے شباب پر تو کرو
 ابھی تو کہیل کو دے دن ہیں
 گوے و چوگانِ نشانہ و خنجر
 رکھہ لو ناپونکی نیچی و شستِ جبال

چاہئے تم کو مشق تیر و تفنگ
یون نشانہ کوئی لگانہ سکے
دشمت و دیرین بند ہے تمہارا دک
قدر افکن کوئی نھو تم سا
نہ کسی سلم و فن کو چھوڑو تم
بشہر تین ہوں جہاں جنت شرا کی
یکساں ستم ہے اگر نہ آئے یقین
اس باکی طبیعتیں میں کہ سان
آگے بڑھا دو سب سے چار قدم
عالم کی چھان اور بنان کرو
بجی جب چاہو تب گراؤ تم
جب ذرا کمزور لو لہ آجائے
زور اٹھنا ہو اپہ بھی ڈالو ۛ ۛ

نوجوان ہو شباب کی اسنگ
شیر زو پر سب کچ کے جانہ سکے
کبھی خالی نہیں رہے فتراک
اور تہمتن کوئی نھو تم سا
اس جہالت کا کفر توڑو تم
وہوم ہو شوخی طبیعت کی
کہیں دنیا میں ہی میں تم سے فین
یہ روانی یہ جو دین میں کہان
نکلے ہر کوئی جہاں میں کم
اپنے ہاتھوں سے امتحان کرو
قلم جب چاہو تب اڑاؤ تم
تم جہان چاہو زلزلہ آجائے
ابر کو روک کر برسنا لو

وہاں گاہ کے پرے ڈالو آپ
سیکھو دنیا کی سب زبانوں کو
سب کلین دیکھ کر بنا لو آپ
نات کرو جب زرا نون کو

سارے عالم کی سیر کر آؤ	بحر کا ہل کو پیر کر آؤ
تار پر بھیجتے ہو روزِ خبر	بے خبر علم برق سے ہو کر
ٹٹا رہیڑو سے ٹوٹتی ہیں جہاز	کچھ تو سوچو کہ اس میں کیا راز
قلعہ ڈبانے کے کونسے ہیں اصول	پل بنانے کے کونسے ہیں اصول
یہ ہے یورپ کا سحرِ اعجاز	کہ غبارِ زمین کرتے ہیں پرواز
فاسفورس نکلتا ہے کیونکر	آپ ہی آپ جلتا ہے کیونکر
نہیہ کیمیا کار کہو یاد	شورہ گندک ہے اوس میں فوٹا
تم بھی گپیلا سکو اگر لوہا	نگلیا سمجھو سیم دزر لوہا
کوئی توجہ دلوں میں ہو گا بکار	ڈالو سنگہ اور سہاگہ سنبل کہاں
اسکو سچو نہ فن لوہا روکا	مشغلہ ہے یہ تاجدار و کا
کچھ ہے معلوم بطنِ انسان	کتے پردہ میں کتنے تجویض
کن رگوں میں ہے خون کا دوران	سوئے کیونکر زمین میں زمین روان
بھلے ندی کہہ سکتی ہے	اور پھر آتش کہہ کر جاتی ہے
دوسرے سمت کیون نہیں بہتی	ایک ہی جھل سے کیون نہیں تھکتی

ابر پانی کہان سے لاتا ہے کیا سند سے پی آتا ہے
 برق و باران میں لاگ کیسی ہے اور پھ پانی میں لگ کیسی ہے
 محسوس نہ گا کہن پھ کیسا ہے آسمان پر چمن پھ کیسا ہے
 کہتی بڑھتی ہے قوس لیل و نحا چرخ چارم ہے یازمین دوار
 جب سمجھ میں پھ کچھ نہیں آتا دم تمہارا نہیں ہے گسب ترا
 تم یہ واجب ہے کسبِ علم و فنون
 نہ کہ پھستی شراب و جنون

سنتے ہیں ایک مست پی کسبِ گر پڑا راہ میں کمالِ حشر اب
 عینِ بے نیل عینِ بے نیل عینِ بے نیل عینِ بے نیل

رال مہوش کی نپکنے لگے شکلِ نحس اور بھی سنکنے لگی
 اکے منہ چائے لگا کتا۔ بولی خوش کچھ نشہ میں چٹا
 یار تیرا ہو دو جہان میں بھلا ان خدا ترسین کا پاؤصلہ
 بانگ اڑھا اوس نے منہ پوٹیا تب پھ شکر تہ مسخرہ نے کیا
 کتنی بندہ پھ ربانی ہے وا کھیا گرم گرم پانی ہے
 سنتے نقل ایک ایسے زور کی اگلے لوگوں کے اکہمہ کی کہی

عشر سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب

ناز و نعمت میں جب ہوا وہ جوان
 دھونڈ ہی اک نازنین ماہر بین
 ہو گیا جھڑبھن حکم میں
 سچ گئے کمرے سب دولہن کی طرح
 ہوئی گانے بجانے کی صحبت
 تھا یہ شالہ وٹکا اوسدن کام
 محو تہیں جلد عروسی میں
 ایک موتی پروتی بالون میں
 بند انگلیا کی ایک کستی تھی
 ہو گئی بن سنور کے وہ خوشید
 ہوئی دولہ کی پھر محل میں طلب
 یہ کسی کو خبر نہ تھی اب تک
 رات جب اس شغل میں کچھ آئی
 گھر سے چل نکلا منہ اونہا ہوئے
 باپ نے بیاہ کا کیا سامان
 درنا سفتہ کی طرح سے حسین
 ہوئے سرگرم سب صنیر و کبیر
 فرش رنگین بچے چمن کی طرح
 در دولت پر آگئی نوبت
 کہ دولہن کو بنا کے لین انعام
 مہر کا جل میں کنگھی چوٹی میں
 اولچی اک موتیوں کے مالون میں
 آئینہ اک دکھا کے ہنستی تھی
 سونے میں زرد موتیوں میں سفید
 کہ بگاڑی وہ اس بنا کو اب
 شام سے پی رہا تھا وہ مردک
 ہو گیا نشہ میں وہ سودا سی
 اور وہ جوان دمار نشے چھائے ہو

کبھی گرا کبھی سبند تھا
 لکڑا لکڑا کے چٹا تھا
 کوچہ زلف کی سی وہ گلیاں
 جن میں تاریکی شب ہجران
 گرا پڑا وہ بے شعور گیا
 نہیں معلوم کتنی دور گیا
 دھم دھم تھا ایک عجیبو نکادہاں
 سمجھا یہ مسخرہ دولہن کا مکان
 لوگ قوم عجیب میں سے ہیں جو
 دفن کرتے ہیں وہ لاشوں کو
 لاشیں دھم میں لیں دھر آتے ہیں
 اور کچھ روشنی کراتے ہیں
 تھی جو اک لاش پیر زال عجیب
 سمجھا یہ شبہ میں اوس کی عروس
 رات وہ قبر کی تھی بجاریات
 سو یا مروہ کے ساتھ ساریات
 اقتِ عقلِ دونوں ہی شراب
 مایہ شورشِ جنوں ہی شراب

کہ بشرِ صحت کو پری سمجھے

اور حیوان کو آدمی سمجھے

تھا یہ اگلے زمانہ میں معمول
 سلطنتِ تہذیبِ ستِ اصول
 صحبتِ ہوشہ میں ہتے تھے عقلا
 باریاتے نہ تھے کبھی جہلا
 چند اشخاص بزم میں شبہ کی
 ہونہ سکے تھے باریاب کبھی
 خاشہ ایک دوسرے مجنون
 تیسرے مسخرہ ذلیل و زبون

اون صحبت کے کشف تھو اثر
 بادہ خواری بکھا گیا میخوار
 صحبت بدین ہو کیا وہ تباہ
 کی بڑی چال یا رگوں نے
 حکمران وہ بنے ولایتین
 ہو گیا عقل و ہوش سے بیزار
 سلطنت پر رہی نہ پھر غبت
 نہیں وہ لطف شہر یاری میں
 اصل میں شان خسروئی ہی
 کر دیا شہر مفسد و کج خراب
 رکھے کچھ ملک و مال کی نہ خبہ
 نہیں بھبتا ہے یہ لقب اسکو
 صاحب ہوش و صاحب تدبیر
 حکمرانی کے فن میں ہو ماہر
 کہ ہے زیبا اوسے خطاب

اون دنوں کے تھر لوگ اہل خبر
 بدینا لگا جو کہ ہے بدکار
 پور تیمور تھا جو میران شاہ
 کر دیا بادہ خوار لوگوں نے
 پڑ گئے یہ شراب کی لت میں
 نہ رہا ملک و مال سے سروکار
 نشہ میں ایسی کچھ ملی لذت
 کیا مزہ ہے شراب خواری میں
 رہ گیا نام کو گنہگار شہی
 ہو گیا شہر یار مست شراب
 صاحب ملک و مال ہو کے اگر
 کہتے ہوں گو کہ شاہ سب اسکو
 ایک دہقان اگر ہو اور فخر
 اوس پر اسرار ملک و فن ظاہر
 تو ہماری ہے اصطلاح یہی

الغرض ناؤ نوش کی عادت لائی می نوش پر بڑی آفت
 ہوا تیمور اس خبر سے طول سلطنت سے کیا اوس معزول
 اوسکے مغوی تھے جتنے مرد و زن اون بچو کو کیا اسیر سن

ایک حکم سے نہ سہر کھینچا
 سب کو جن جن کے دار پر کھینچا

کس قیامت کی شہر عیاشی رندی و میکشی و او باشی
 ہوش ہو جاتے ہیں ہوا اس میں عقل رہتی نہیں بجا اس میں
 اتباع ہو او حرص و ہوس رخ میرات و ہن کو ہر نفس
 می و مینا و جام و سبز و زار ہر اس آئینہ کے لئے زنگار
 آب ہی جب آئینہ میں رہی طبع ہو خاک صورت علمی
 کہتا ہے خود حکیم بہنیاں کہ ہوا اتفاق یہ اک بار
 ایک شب دوستوں کی صحبت میں صبح کی میں نے عیش و عشرت میں
 متفرق ہوا جو وہ جلسہ درس شیخ الرئیس میں گیا
 شیخ اوس دن جو کچھ بتاتا تھا کچھ مری ہم میں نہ آتا تھا
 ہوئی حکمت کے جو نکات بیان کچھ نہ سمجھا میں رہ گیا حیران

آنسو آنکھوں میں شیش بھرا یا
اور بر آشفته ہو کے نہرایا
سیکھ کر یہ معارفِ حکمی
حیف ہے جہل میں ہوتی کمی
عمر ضایع کی شاید آجکی رات
ہرزہ کاری میں کی لیرا تھا
نہجہ کرین ایسی مشق جسمانی
جس سے ہو غلو کو جو حیرانی
کرتے ہو تم ریاضتِ اخلاق
ہای استے بھی تو نہیں مشاق

کہ ذرا جاہلون کو ہو حیرت
دیکھ کر تم میں جلوہ حکمت

نرس لے جو بندہ طبیعت ہے
بادہ خواری خلافِ فطرت ہے
کون سا پھل ہے باغِ قدرت میں
نشہ جس میں ہوا صلِ خلقت میں
مشرکے ہوتا ہی جوشِ جب پید
نشہ ہوتا سرِ رس میں تب پید
سے شرابِ اختراعِ شیطانی
متعفن سدا ہوا پانی

حاکم قرطبہ ہوا جو حکم
کروںی انکور کی زراعت کم
یعنی انکور ہی ہوں کیون پید
کہ بنے اوس سے بادہ صہبا
اندلس کو رہیگا یاد سدا
عہدِ منصور ابن بوسف کا

۲۵ یک قلم ہو گیا تھا استیصال

مجمع عام میں ملی تحریک

کارخانہ وہ کر دیا ویران

جیسے مٹی ہے میکشون کی خرا

اسی سلطان کی بارگاہ میں خیل

نسخہ تریاق کا کرے تیار

کی دواؤں کی جستجو اس نے

پرنہ ممکن کہین شراب ہوئی

اوس نے خوش ہو کے تب جو دیا

تھا فقط مجھ کو امتحان مطلوب

حال شہزادہ عظیم الدین

ایک تاڑی محال بنوایا

اوس نے تنبیہ سخت کی اس پر

ہوں میں اس فعل سے بہتر

مجھ کو لیکن بڑی یہ حیرت ہے

اوس قلمرو میں بیکشی تھی محال

چہرے بھی جس پی ہوا وہ اسیر

پوچھا بالئ کا اوس سے نام و نشان

اس طرح خاک میں ملی تھی شراب

تھا ابو جعفر ایک طبیب جلیل

اوس کو فرمان یہہ ہوا کہ بار

سج کہ یہہ شد کی آرزو اوس نے

ڈھونڈ ہی جو شے وہ دستیاب کی

جا کے سلطان سے اس نے ذکر کیا

کہ بنانا کچھ اب نہیں ہے ضرور

ہے نہایت ہی قابل نفیرین

طمع زارین ایسا وہ آیا

پہنچی اوزنگ زیب کو جو جبہ

بھیجا اس طرح لکھ کے اک فرمان

گو کہ تحصیل زر کی صورت ہے

دیا یہ کئے قوی ہسل کیا یہ کے مشورہ عمل
 حق نے بخشے ہیں صوبہ زر خیز کرد مال حرام سے پرہیز
 اگر اس لش رعیت ہے
 اس سے بڑھ کر یہی کوئی دولت ہو

ہیں جو عہد عشیق میں امثال کیا مزہ کا ہے یہ جواب سوال
 کون بے وجہ رکھتا ہے فوس خود بخود کون غم سے ہے مایوس
 عہدہ باز و فتنہ جو ہے کون ہرزہ گفتار و یادہ گوہر کون
 بے سبب کی شخص گہايل ہے سرخی آنکھوں کا کس کی کا بل ہو
 وہ ہے جو دیر تک پی یادہ کبھی خمزوج اور کبھی سادہ
 جس جگہ ہو شراب گلنا رسی اب یا قوت کی طرح جاری
 نکلے شیشہ سے جب پری کی طرح سرخ ہو جام لالٹری کی طرح
 آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھہ او دہر ہرگز بہول کر یہی نہ کر نقطہ ہرگز
 نشہ میں بے محل پڑ گئی آنکھہ زن بیگانہ سے بڑ گئی آنکھہ
 ٹیڑ ہے مضمون دل میں آئیگی راہ تیر ہی تجھے بتائیگی
 شغل نے مسخرہ بناتا ہے نشہ جو غضب میں لاتا ہے

نہیں مگر نہیہ نسل داشت مند کہا کے او کا فریب و تہا گزند

ہوا عہد جدید سے ہی ثبوت نہیں سگریہ وارث ملکوت

ہیں جہان لاطہ و زناۃ و لصوص

ساتھ ہی بادہ کش ہی ہر منصوص

کہہ گئے ہیں رسول رب غنی شارب الخمر عا بدالو شن

نہیں تنزیل پر درست ایمان بادہ کش ہے مکذب قرآن

کیا جس نے سلام او سے ہیبت کہوئے چالیس سال کے طاعات

لکھتے ہیں مفتیان مغرب شرق بول اور خمزین نہیں کچھ فرق

اسکا ہر جرعمہ مایہ عصیان اسکا ہر قطرہ نطفہ شیطان

ہے وہ کافر جو سمجھے اس کو مباح

ترک میں اس کے ہے امید فلاح

سبحہ ہو تم کہ رندی و امحاو لہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا

سبحہ ہو تم کہ روزہ رمضان ہے ترقی قوم کی بیناد

سبحہ ہو تم کہ یہ رکوع و سجود محض فاقہ کشی کا ہے سامان

سبحہ ہو تم کہ یہ رکوع و سجود محض بے کار ہیں نرے بے سود

سمجھو ہو تم کہ سجدہ طاعت
 سمجھو ہو تم کہ نفسہ تکبیر
 سمجھو ہو تم وظائف سحری
 سمجھو ہو رہنا کو سدر راہ
 اس کے بہتر یہ بات ہی یہائی
 لڑکے بالوں کو اپنے لیکر ساتھ
 وہیں کر دیتے از دواج اونکا
 اور اگر یہ نہیں تو سن رکھو
 می بین آپ یا سور کہا یکن
 سمجھو ہو محض پیتے پیتے شراب
 اور نہ تھے طبیبات کے پابند
 تو یہاں کے بھی ڈھیر اور کچھ
 ہو گئے ہوتے خلق میں خج شعل
 کہ ہر اک چیز کھاتے پیتے ہیں
 اور برہمن جو میں بڑے پابند
 عقلا کو ہے باعث ذلت
 ہیں فقط ناہاے بے تاثیر
 طائران جمن کی نوحہ گری
 ہے غضب لا الہ الا اللہ
 ہو گئے ہوتے کاش عیسائی
 اہل یورپ کا دیتے ماتہ میں ماتہ
 ملک تہا پھر اونہیں کاراج اونکا
 نام کو ہی اگر مسلمان ہو
 نہیں ممکن وہ مرتبہ پائیز
 اہل یورپ ہو گئے ہیں بہرہ یاب
 اس سبب کہ ہوئے وہ دانشمند
 بے تکلف جو اونسے ہیں بڑا کر
 نامور ہوتے پاسی اور شستہ
 چار پاؤں کی طرح جیتے ہیں
 سٹ گئے ہوتے اونکے نام بلند

طاعت رب عالمین ہے مضر
تنے کی ترک کیا سمجھ کے نہ
نید مذہب سے ہو گئے آزاد

ہر عقیدہ میں یوں مغرب شرق
میں میں ایک ایک میں میں
تھا خدا ہیں میں وہ انسان
صَدِّ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ
یہ عقیدہ ہے ترک کے قابل
عالم نور سے ہر غفلت حیف
ہے عروج کمال انسانی
غایت ہستی و مال حیات
اس میں قدرت کیا نہیں کہراز
سمجھ ہو مبد اسکا آب و خاک
اور جانب بھی ہے کوئی رستہ
حیف اپنے تین نہ پہچانا

بت پرستی مگر نہیں ہے مضر
کیا برا تھا خدا سے راز و نیاز
ابن یورپ کا دیکھ کر الحاد

یہ نہ سمجھے کہ ہم میں اونیں با فرق
اوتھو پہلے یہ ہوتی ہے تعلیق
ہو اید اجویٹ سے مان کے
اور کہیں ہم کہ۔ اَلَا هُدًى
دل میں نہ کچھ تو ہو قابل
ہن گئے بندہ طبیعت حیف
کیا یہی ظلمت ہو لانی
کیا یہی خواہشیں ہیں اور شہوات
ہو بہا ہم سے عقل میں ممتاز
ہا یہ دہن یہ گمان یہ اور اک
دیکھو تو اگندہ بند کر کے ذرا
شرف نفس سے ہو بگمانہ

تم بہا جم میں مل گئے جا کر
 سمجھے اصل اپنی ریچھہ اور بنا
 جتنے تھے فسق و ابا حیہ
 فعل تھے سب کے غیر مرض
 کرتے اسے میں ان یقین
 حکم گذرے جو الہیتیں

سب سے پہلے کیا جس نے دلیل

ہے وہ پیتا گری حکیم حلیل

۲ کچھ تہن میں نہیں برائی ہے ۴
 اونکے طرز و روش یہ مرتے
 اہل یورپ نے پنا او نکالیا
 تھے عرب جبکہ اہل شوکت باس
 گدانا کہا تو مانو مرا
 علم اون کا نہ کچھ ہنر سیکھا
 جو کہ ہیں ہوش مند و فرزاد
 سن چکے ہو گے تم ضرور یہ نقل
 ہیں کے چھ پیچھے اک تھا گدا
 راہ میں ندی اک ملی پایاب
 پہنچے پانی کے بچوں بیچ میں جس
 اونکے طرز و روش یہ مرتے
 اہل یورپ نے پنا او نکالیا
 گدنا و اما صفا و عوا
 فسق و الحاد و مکرو و شر سیکھا
 نہیں تقلید کرتے کورا
 بکڑ و عبرت اگر ہو صاحب عتہ
 روی اوس پر نک تھا اسق
 اوترے دونوں کے دونوں
 ایک غوطہ لگایا میں نے تر

ہم کہ سدا سے یہ ہوئی ان کی بات

قوم غالب کی حرص کر رہے ہیں

خزے بڑھکر یہ بات تیرے چھی
 بیل بولاکر گل گیا جو نکل
 پہر تامل نہ کچھ کیسا خزنے

ہو گئی روئی اور بھی بو چل
علم کے حق میں ہے ضرر تقلید
بات جب تک نہ دیکر اہل معقول

نہ سمجھنا دلیل اقناعی
قوم ساری ہے جیسے ایک انسان

ہے اگر یہ چیراغ افسردہ
بر تو اگلن ہے جس گلہ ہر نو
تھی ترقی کی جو کہ سید ہی راہ
اہل نخلہ سے رشتہ جب توڑا

اس قدر ہاتھ پاؤں بھولے
ماندے احرام تم جیسے ہو جہاں

۳۱ کہو یا اس میں مصلحت کیا تھی
بوجہ کم ہو گیا مرا بے شک
خود بھی غلط لگا لیا خزانے

اب جو نکلے تو ہو گئے اڑیل
آفت دانش و ہنر تقلید
محض تقلید سے کرو قہر

سُلوئے بہ سب کا اجماعی
عصبیت ہے لیکن اس کی جان

قوم ساری سے پیکر مردہ

ہے اوسے قوم کو فروغ ضرور

چھوڑ کر اس کو تم چلے ہو گراہ

عصیت کا دائرہ چھوڑا
شہینا ریت لے

۱۰۔ سید: انڈسٹریل سوسائٹی

یہ ہے کہ اگر کسی نے یہ سچا کر لیا تو اس کا

نہ کیا خود کوئی رفاہ کا کام
ہنر و علم شے دیگر ہے
دین برحق کو کرتے ہو بدنام
دین و مذہب اک امر آخر

مالع علم و فن ہین اصلا

کہ شریعت ہے سہلہ سمحا

یہی اسلام نام ور تھا کہی
سرِ حرکت و نہر تھا کہی

خلق کا وادرس یہی تھا
سارے عالم میں بس یہی تھا

میں گذرے ہیں اہل رویا
شہسوار و سلاح شورا سے

برہند اونکی کشتیوں کی تہی راہ
روس سے چین تک تھا جولاگا

دور وہ ہاتھوں میں نیزے بلند
جن کا سایہ فلک پہ ڈال سکے

لوہ تھے سدرہ نہ تھے جنگل
نہ وہ میدان منرون چٹیل

قطع کرتے تھے بے دلیل و سبیل
دشتِ قبیق و تہِ اسد اکیل

من و سلوی تھا اونکا شہنشاہ
زیب و ستارخان تہی نان پزیر

سرقیضے جا کے تاج لیا
تحتِ مغفور نے حراج لیا

کہی خالی کہین جا کے پہرے
جب پہری بیرقین اوڑا کے

ڑٹے قلمہ نظر ٹوٹے جگہ جہان

اونکی قبر و نکہ پایگان شان

علم کا اپنے ماتھے میدان تھا کرۂ ارض گوئے چوگان تھا
 جتنے ہیں کوہ و دشت و بحر و بر چہین تک خالہات سے لیکر
 ہر جگہ کا دیا بہین نے قرار نقطہ عرض و خط نصف نثار
 ناپے ہیں کر کے قاعدہ ایجاب فاصلہ ارتفاع اور اعصاب
 مندرج اپنی جدولوں میں تمام مہر بلد کا ہے الطول ایام
 اوقیانوس پر تھی ایک رصد نہر سیحون پہ دوسرا رصد
 اصفہان و مراغہ و بغداد مصر اور شام سب تھے ہاں

۱۔ رصد اوقیانوس سے رصد ناخجہ مراد ہے جو کہ محیط عربی کے ساحل پر واقع تھی اور شرق میں انجلیگ کی رصد تھی سر قند میں جو کہ نہر سیحون سے قریب ہے پہلے اوس میں غیاث الدین بشید کاشانی اور اونکے بعد قاضی زادہ رومی شایع لمحض جہنمی اور اونکے بعد علامہ قوشچی صاحب رصد تھی اور اصفہان میں احمد بن داؤد کی رصد تھی اور مراغہ میں ہلاکو خان کی رصد تھی جس کو رصد المغانی کہتے ہیں اوس میں محقق طوسی اور اونکے شاگرد علامہ قطب الدین شیرازی صاحب رصد تھے اور بغداد میں دو رصدیں تھیں ایک رصد بنی علم اور دوسری رصد مامون اور مصر میں رصد حاکی تھی جس میں ابن یونس مصری صاحب رصد تھا اور شام میں رصد ابن شاطر تھی

ایسے آلات جب نہ تھے بالکل کہ دکھائی دین جلقین زحل
تار برقی کے سلسلہ ہی نہ تھے جس سے منظر کا اختلاف کہلے
اوس پر تاثر لایا ہیئت کو آسمان پر چڑھایا ہیئت کو
حرکت ہمنے منضبط کر لی دیدہ ثور و قلب عقرب کی

پہلے پہلے کہلا کسی پہ نہ تھا پہلے پہلے سب سے پہلے
سب کو منطق کے ہے نقصان انتقال آج شمس کا اصلا
ہے مدار آفتاب کا کاواک بے خبر اس سے سارا تہا یونا
س کی تعبیر ان نون یہ ہوئی ہم نے یہ مسئلہ کیا اوراک
خط رفتار ارض ہے بیضی خط رفتار ارض ہے بیضی

کتاب توفیق طبقات الامم تالیف ابوالقاسم ماعداندلسی سے
ظاہر ہوتا ہے کہ سن و دے چودہ ہجری میں یحییٰ بن ابی منصور اور
خالد بن عبداللک مروزی اور سند بن علی اور عباس بن سفید
جو ہری نے حکم مامون عباسی و شمس سید مین رصد بنا
کی تھی اور زمان سال شمسی اور مقدار میل شمس اور نہروج
مراکز اور نقاط و حبات کی تحقیق کر لی تھی اسکی علاوہ بعض
حالات ثابت و سیارات بھی دریافت کر لئے تھے بلکہ ہر ایک شخص نے
ایک ایک پہلو علیحدہ بنائی تھی و ملک اول ارض و نصف فوالا سلام

ہم نے حبیب و شریں کی توفیق جبر کو ہندسہ سے دمی تطبیق
 ضم مثلت سے کر کے خط ماس نسبتوں کو کیا ہیں نے قیاس
 ویکو بحث معاولات کا حال حل کئے مال کو بکعب الممال
 اگر واسطوانہ و مخروط لکھا ہر ایک کا بیان مبسوط
 سب مبادی سکھا چکے ہیں ہمیں سب کو رستہ دکھا چکے ہیں ہمیں

سُدہ ہیں یہہ دائرے جو آئے ہوئے

لکھنہ اپنے ہیں بنائے ہوئے

کوئی اسکا ثبوت دے تو ذرا ہم نے سیکھا ہر کس سے قطب ٹا
 کون پہلے یہ جانتا تھا ہیلا شاید اجڑا سے آب میں ہر خلا
 طائر و نگو سکھائی نامہ بری کی نباتات کی بھی کشت ہری
 یون لگایا درختوں میں جوڑا کہ نئی قسم کا ٹمٹر توڑا
 آج تک ہیں وہ ادویہ شہور بیچ ریوند اور سنا کا فور
 ہم نے عالم میں کی سیجائی ہے گواہ اس پر قوم صبا
 جن کتابوں سے پایا طب و رواج جن سے شائع ہوئے صواعق
 ہے وہ قانون شیخ اور حاوی اور تصریف ابن زہراوی

وہ حصہ مشانہ کا اخراج 'وہ سلامی کے پہیے کا رواج

قابلہ یں وہ قابل تحسین قطع کر کے نکالنا وہ جنین

عمل یدین ایسے تھے اوستا کے آلات سیکڑوں ایجاد

محقق انبوت لولبا ورنجرو اور مشدراخ و مدفع و مبرو

حکومت اسلام سب سے پہلے سکھیا نکلے۔ وہ اب ان کا نام زہرا دیا گیا ہے۔

جس سے سترہ جیسے تھے وہی بھی نظم و ضبط کے تحت تھے۔ ان کے اسلوب کا

سب سے سیکھا ہی ہی بے شک عمل جبر کسور و الفک

حکم قطعی ہین آج تک باقی کیسا مہلک ہر نزل مستقی

تہی کہاں پہلے صنعت تعریق ڈول جستر نہ تہا نہ قرع انیق

کیما کے ہین جس قدر اعمال سب پہلے کے ہین نے خیال

سحق تکیس تصفیہ تصحید غسل تقطیر تقیہ تجبید

اب تو کچھ ہی ہین رہا نہین یاد

پر یہ نسخہ ہے اپنا ہی ایجاد

تھے ستارہ شناس بنے من مرد ہر کہ دیر من نجومین سندو

سیف بھی منطقہ ہی جوڑا کا بنجر کے رہنروں نے تہا تا کا

دیکھ کر بس کو اکب انوار لقی ووق طمی وہ کرتے تہو بیلا
 تھا چراغ او کا شعری تابان بہولتے تہے نہ راہ رگستان
 چلتے باگین او ٹھکے جوت کجوق آگے رکھ کر ستارہ عتیق
 دیکھ لیتے سہا کو جب سہراہ کرتے باہم وہ امتحان نگاہ
 آسمان پر نظراں ٹھائی جب کہہ دیا مہ ہے وصل عقب
 وہ عطاروں نے آج رجعت کی مشتری نے کچھ استقامت کی
 آج تو شام ہی سے کف خضیب خط نصف النہار کے ہر قریب
 غم ہوگی ضرور یہ تاریخ ہے زحل سے قریب زمریخ

خالی از لطف تھا جو بن او کا

یہی منظر تھا اور چین او کا

کیسے کیسے عرب میں تہے نساب آج تک تو سہا نہ او کا جواب
 وہ اصول درایت اخبار نقد اخبار کے لئے معیار
 قدما کے لکھے جو افسانہ بہر دئے کتنے ہی کتب خانہ
 لکھا سب راویوں کو نام بنام یونہی تاریخین سب لکھی ہیں نام

چہان مارو تمام روئے زمین

۳۸ یہ ذخیرہ جو پاؤ گے تو ہمیں

<p>فن تالیخ میں جو ماہر ہے ہوتا ہے جب شیوع معقولات جس جگہ برق یہ چمکتی ہے پہلے ہین نئے نئے جو علوم پہلے یونان میں جو ملت تھی ہوے وان قتل کتنے ہی حکما کتنے ہی ہو گئے تھے شہر بد عدم میں راہبان نصرانی کیسی اس علم کی بتا ہی تھی بندار سطو کی تہیں کتابیں سب اور جو کچھ پڑہ لیا کسی کو کہیں جتنے مذہب جہان میں گذرے پر وہ مذہب ہو مذہب اسلام فلسفہ اسکے یان ہوا کامل</p>	<p>اوس پہ یہ رمز خوب ظاہر ہے نہیں رہتا ہے مذہبوں کو ثبات وان سے ظلمت ہر اک سرتی ہے مذہب کہنہ ہوتے ہیں محدود فلسفہ سے اوسے عداوت تھی رہے مجوس کتنے ہی علما رہتا تھا کتنوں ہی کو جان کا ڈر فلسفہ کے تھے دشمن جانی نہ پڑھے کوئی - یہ نہا ہی تھی پڑہ سکے کوئی یہ مجال تھی کب ہو گیا صاف صاف بے دین نقصین کوئی بچا اس آفت سے فلسفہ میں کیا ہر جس نے کلام فلسفہ دریں میں ہوا داخل</p>
---	---

علم کی ہر طرف تھی افزونی
 اللہ اللہ وہ الہیات
 اور نکلے حصہ کے وہ دقائق تجر
 مشغلہ اور نگاہیں ہر دم کا
 دیکھ لے رکھتا ہو جو راہ اس میں
 متصل ہر کہ ذو مفاصل جسم
 انفکاک رہے گا وہ الزام
 وہ مشنہ کی دلیل غریب
 مان جاتا جو ہوتا افلاطون
 خلوتوں میں ہی ہتی فکر انہیں
 کہ بندی کہیں تمام ہی ہے
 دیکھتے ہتی جو یہ حصار بلند
 نہنیں بچشیں دلیل ترسی کی
 عیب ایجاد اگر نہنیں ہوتا
 فلسفی پر یہ ہے بڑا الزام
 ہر جگہ مدرسہ فسطائی
 ضبط اجناس و کسبائیات
 بس وہی عارف حقائق تجر
 کہ ہو ثابت حدوث عالم کا
 کتنے اسفار میں سیاہ اس میں
 سارا بحث یہ ہے اونہیں کاظم
 اور وہ الباطل طغیہ نظام
 طغیہ الزاویہ کی بحث عجیب
 دیکھ کر یہ طلسم بوجلمون
 صحبتوں میں اسی کا ذکر انہیں
 کہیں دوری کا انصرام ہی ہے
 پھٹتے تھے وہ لامکان پہ کند
 سب کنڈین میں عرش و کرسی کی
 فلسفہ اپنا عین دین ہوتا
 گو وہ اپنے تئیں کہے علام

جانور تو ہون فعل پر مختار ۴۰ اور جانِ آفرین رہے ناچار
 اوس سے ایجادِ عقل اول ہے اور پہر جب وہ معطل ہے
 علم خبر فی کا جو ہوا منکر کب صفاتِ کمال کا ہو مقرر
 جب حدوثِ جہان کا ہو انکار

خاکِ صلح کا پہرہ امتداد

ہم اساطینِ علم و حکمت تھے ہم براہینِ علم و حکمت تھے
 علم تھا اپنا کارِ موردِ مٹی علم تھا افتخارِ موردِ مٹی
 جانتے تھے ہر اک زبان کو ہم اور پر کہتے تھے ہر بیان کو ہم
 رومی و سنکرت و یونانی بنطی و پارسی و سریانی
 استفاداتِ ہر زبان سے کیے علم جتنے مفید تھے وہ یے
 ترجمہ کر کے کوئی کہتا تھا اور مطالب کوئی پر کہتا تھا
 لکھتا ایک اوسکا حاصلِ محصول دیکھتا اک بچشمِ روز و قبول
 کچھ نہ کچھ علم ہر زبان سے ملا یہہ خزانہ کہان کہان سے ملا
 ہر طرف بکھرے تھے جو دشین جمع سب ہو گئے تھے آکے بین
 کی تھی جو ہر شناسون نے تیا بے بہا سلک گو ہر شہوار

کر دیا ہم نے رایگان اوس کو ۴۱ لگئے اوس کے قدر دان کو

ہوں بزرگان ماسلف ایسے ہائے افسوس و خلف ایسے

ہم بزرگوں کے فن سے ہیں مجرم غیر قومنین پہلے ہیں وہ علوم

آج عالم میں جو ہیں صاحب فہم اونکے قبضہ میں ہر ہمارا سہم

اپنی میراث بانٹ دی ہے جا
وَلَيْتَا قُلُوبُكُمَا قَسَمَةً ضَيْقَ لَّكُمَا

طلب علم اور طلب علم دونوں میں ہے ملازمت باہم

علم گویا کہ اک ہیوالی ہے سلطنت جس کی شکل زیبا ہے

علم ہے آفتاب نورنگن رایت سلطنت ہر جس کی کرن

یا حکومت ہے ماہتاب کوئی علم و حکمت ہے چاندنی سبکی

سلطنت جن کو ہو گئی حاصل علم میں بھی وہ ہو گئے کمال

یا ہوا علم و فن میں جن کو کمال ہو گیا حاصل اونکو ملک مال

پر یہ پہل نظر کو ہے معلوم کہ وہ سب کون کون سے ہیں علما

حکمران تہا جہان میں جب سلام منکشف ہو گئے تھے علم تمام

تہا جو یعقوب فیلسوف عرب اوسکے رتبہ کو جانتے ہیں سب

۴۴
اس شہزادے کا نام تھا کہ بعض اوقات اس کا نام بھی لیا جاتا ہے
تصنیف میں معلوم ہوا کہ بعض اوقات اس کا نام بھی لیا جاتا ہے

کچھ بے نیل و بیچارہ
محبوبہ مصطفیٰ سے
عبد علی اصحاب نبیین
نیز اور باقی سب
سید محمد حسین

ترجمہ سب فنون یونانی نے کیے تحقیق سے بہرہ آسانی

دیا اس قاعدہ کو ادنیٰ سے رواج
سمت کا ہو کر ہر استخراج

آہ ایسا کیا تھا ایک اکیباہ جس سے دریافت ہوئے تھے اب

اور اجزاء کے کچھ ایسے بہم کہ ہذا فلا د جس سے مستحکم

قاعدہ اوس نے وہ کئے پیدا مثل بلور صاف ہوشیشہ

تہے بلا کے ذکی بھی شاکر سنی شکور اور نہوں نے کی ظاہر

ناپ کرا ایک وادی سنجار
سب زمین کے بتا دئے قسطا

ایسے آئے نگاہے پر حکمت : مرکز ثقل جہن کو دمی حرکت

سکڑوں آہاے جبرِ ثقیل کئے پیدا اونہوں لکھنے کی لیل

اب۔ آگے بھی دست یا نہیں نہ دلائل کی ہے کتاب کہیں

۱۰ اگر بہت خوشی کے عالم میں ہو جائے کہ بجا شکر نہ اکیلا ہو

[illegible]

۴۳ طب کو جس سے ہوی سرفرازی

متطبب محمد رازی

کاشف مغلفات اعلو تن

تہا وہ بقراط عصر و ماہر فن

یدِ طولیٰ علاج میں حاصل

عل ید کا موجب کامل

تہا خراسان میں ایک مریض خفاق

یہ حکایت ہے شہرہ آفاق

آمد شد نفس کی ہو گئی بند

پھنچا اور ام حلق سے جو گزند

ہے اوسے پخل جہان میں علاج

کیا فوراً حکیم نے جو علاج

چاندی یا سونے کی لگا دی قلی

چہید کرا دسکا جگر و جلدی

حکیم محمد رازی کے یہ بیان نہ تو ہیں علاج بلکہ یہ ہستی کے

لکھی تثبیت زاویہ پہ دلیل

ابن ہشیم تہا وہ حکیم حلیل

حکما کی زبان سے تہا ماہر

علم یونان سب اوس پہ تہا ظاہر

جس سے آسان ہو بنا جبور

ہوا اون قاعدوں کا اوس کے ظہور

منضبط اوس نے او ثبات کی

حرکت چاند کی جو ہے ضعی

کہ اوسے کہئے موجد حکمت

وی مناظر کے فن کو وہ سمیت

گرمی و روشنی یہی ہیں جہاں

لکھ گیا ہے وہ فاضلِ علام

حکیم محمد رازی کے یہ بیان نہ تو ہیں علاج بلکہ یہ ہستی کے
نظر سے گزرا کہ ابن ہشیم پہلے ہی یہ مسئلہ تحقیق کر چکا ہے ۱۷

راصد بے بدل ابوریحان لقب ادسکا ہے استاد جہان

کی جود احد کی جیب استخراج ادسکا احسان مہندسون پہ ہر آج

پہرتے ہیں گردش شمس سیارات ادس نے اس بات کا کیا اثبات

ادس اس مسئلہ کی کتنی قبیح کس طرح سے کرہ کی ہر سطح

سرزمین سودا تھا علم و حکمت کا نہ لیا درو سر و زارت کا

ہندوین آکے سنکرت پڑھی اسکو تحقیق کہتے ہیں علمی

ابو یحییٰ بن ابراہیم بن یونس بن یونس بن یونس بن یونس

یونس بن یونس بن یونس بن یونس بن یونس بن یونس

قطب علامہ راصد کیت ہتی نظر جس کی آسمان پیا

اورج زہرہ او سے ہوا محسوس ادس نے باطل کی رائے بطلیوس

ناپا سورج کا استر پالباد اور عطار و کا ابد ارصاد

اس سے ثابت کیا بلکہ یقین زہرہ دو نو کے درمیان میں نہیں

یونس بن یونس بن یونس بن یونس بن یونس بن یونس

یونس بن یونس بن یونس بن یونس بن یونس بن یونس

وہ محاسب شجاع و خوارزمی سارے عالم میں دہوم ہوجن کی

کیا جبر و مقتدا بلکہ کو عیان خوش چین ہے او نہیں گناہ چنان

تھا اُمیہ جو ابن عبد عزیز صاحب علم و صاحب تمیز

اوس نے ڈوبا ہوا نکالا جہاں تھا وہ جبر ثقیل یا عجاز

ابن یونس منجم کیت ہوا موجد گہری کے شکن کا

ابن خلدون حکیم فرزانه او کا برسوں رہیگا افسانہ

فن تاریخ کے کہے وہ اصول

جس سے معقول ہو گیا منقول

جس میں کامل ہے قوت نظری و نہن او کا ہے منزل قمری

یہ وہ دعوت جو کبریا کی ہے خود ہر ایک علم و فن سکھاتی ہے

جس نے اس کو بنا لیا استاد قید تقلید سے ہوا آزاد

نہیں چندان ضرور اسے استیاد نہ درس نہ بدرس نہ کتاب

الترام نظم کرو حاصل نہین ممکن نہ علم ہو حاصل

ڈھونڈ ہی گا جو وہ پائیگا ہی ضرور کہ ہے کرتے کی دویا شہر

شیخ ابو نصر ترک فارابی جس سے حکمت نے پائی شاہی

تہادہ اک باغبان بے چارہ شہر بغداد میں تھا ادارہ

دن کو حاصل نہ تھا فراغ اوسے
 سِرگِ شتاس حکیم کی ہر عجب
 کہ ارسطو کی کچھ کتابیں تھیں
 دیکھنے سے اوسے کے شوق ہوا
 لطف اس طرح کا ہوا حاصل
 بندہ گئی جب ایک دہریہ دسکو
 اور گئی دن کی بھوکہ شب کی
 کسی ڈیوڑھی پہ دیکھتا جو چراغ
 ترجمہ سمجھے تا بہ آسانی
 حل کیا یون ہی سب مسائل کو
 ہوا جاری قلم سے بحر علوم
 لیچلا شوق اوسے سیاحت کا
 اک کتب خانہ اصناف میں تھا
 تھا خزانہ و کتب تراجم کا
 ترجمہ لیکن اکثر ایسے تھے
 شب کو ممکن نہ تھا چراغ اوسے
 ہوا تحصیل علم کا یہ سبب
 پاس اسکے کسی نے رکھوا دین
 سیر باغ نظر کا ذوق ہوا
 جس کو مدت سے ڈھونڈتا تھا دل
 رہی مہر و اودھ پیر بن اوسکو
 شوق میں کیسی بھوکہ کیسی نیند
 دہن پڑنے کو جاتا چھوڑ کے باغ
 سیکھ لی خود پہلی و سنی یونانی
 و اکیا عقدائے مشکل کو
 پڑ گئی اک عرب عجم میں مہوم
 شہرہ پہلا نے علم و حکمت کا
 مثل حکما نہیں جہاں میں تھا
 نام اوسکا عنوان حکمت تھا
 خود مترجم جسے نہ سمجھے تھے

ابن آویسی و ابشر و بطریق
اصطفیٰ ابن رابطہ قسطنط
علم حکمت کے یہ نہ عالم تھے
خاطہ سبقت فقط تھا انکا کام
سب رسالہ نین و ثابت کے
وہ کتابیں تھیں بیکتیم متروک
اک مکان میں تھیں وہ تصنیفات
پہنچا جب یہ حکیم سرزادہ
عہدہ علم کے فتوح کا تھا
اوسکی خواہش تھی مدد بخوبی
شیخ سے اوس نے التماس کیا
کچھ دنوں کر کے اصفہان قیام
بعد ارسطو کے دوسری تہذیب
وہ مسائل تھے درہم و دینار
کر کے تہذیب ترجموں کی تمام

اور ابو فوج اور بن بہر ق
اور عبد السیاح اور عیسیٰ
تھے اگر تو نرے مترجم تھے
ترجموں میں تھا غسر بود تمام
اختلاف انتہا کا رکھتے تھے
اصل مطلب میں کیڑوں تھوڑا شوک
مقبور میں ہوں جس طرح موت
ہو گیا زندہ وہ کتب خانہ
دور منصور ابن نوح کا تھا
کہ ہو تہذیب ان تراجم کی
اس نے کہنے کا اوسکے پاس کیا
طے کیا اس نے مرحلہ وہ تمام
فلسفہ کو نہیں ہوئی تھی نصیب
اسکی طبع سلیم تھی بسیار
رکھا تعلیم ثانی اوسکا نام

اوس سے پہلے علوم پرانی نام خلا مسلم ثانی
چھوڑ کر اوس سودہ کو دین ہو گیا خود روانہ اور کہیں

سب سے پہلے یہ کہتا ہے کہ جو کہ یہ کہتا ہے کہ
خطا سے گریز ہے یہ کہتا ہے کہ جو کہ یہ کہتا ہے کہ

شوق اوس کو رہا سیاحت سے لک کے بیٹھا کہیں نہ راحت سے
چاروں کچے لئے گیا وہ جہان باتوں باتوں میں سیکھتی ان کی زبان
ہے ریاضی کا شبہ موسیقی اس میں ہی معرفت تھی توفیق
پہلے پتیا گری ہونا ناگک ہے ابولفرد و سرائناگک
اہل تاریخ نے لکھا ہے یہ نہ کر سنے حیرت کرینگے جا فکر
بزم میں حیف ابن حمدان کی ہوا اکدن درود فارابی
جمع تھے مست چل ہی تھی شہر ساغرون میں اونٹن ل رہی تھی شہر
کی مدارات یون اداشہ نے باوہ خواری میں کی صلاحہ نے
نوش لیکن نہ کی شراب اس نے اور کیا کام ہر اقتباب اس نے
دجہا سلطان ہر سماع کا شوق بولا۔ ان اس کہتا ہو کچھ ذوق
گاسنین سب جو فن میں تہین ہاہر حکم سلطان سے ہو گئیں حاضر

تار چھڑنے لگے قیامت خیز
 حبشین یون الاہین جلسہ میں
 وہ سُر و نکی صدا دہ مال وہ سہم
 ارغنون کی طرح وہ محفل ناز
 معرفت تہی میکیم کی بے لاگ
 اہل مجلس دکھا چکے جو کمال
 نخلے آلات اوس میں سے سات آہٹ
 اور بنجانے لگایا کوٹنا ٹھاٹھ
 ایک گت میں ٹوٹا دیا سب کو
 راگ کا رنگ بندہ گیا یاں تک
 سب کو اس نچو بے خبر پایا
 یہ روایت ہی ہے قمریہ نقین
 نخل آئی تھی اک کتاب کہین
 تہی وہ تصنیف سے ارسطو کی
 اوس پہ خود لکھ گیا تھا فارابی

مین نے پڑھنے میں اسکے کی تکرار

بڑھ گیا ہوں اسے مین دو سو بار

دل میں سوچے گا تک اد جاہل
 ہسے ہم تو نہیں کسی قابل

کرو کوشش تو سیکھ لو وہ علوم
 جو ابھی تک نہیں ہوئے معلوم
 یہ وہ دریا ہے جس کی تہا نہیں
 طے جو ہو جائے یہ وہ راہ نہیں
 طلب علم آپ اگر چاہیں
 ابھی پیدا ہوں سیکڑوں راہیں
 ہے جو تحصیل علم کا سودا
 چاہیئے امتحان و استقرا
 دل میں جو جو کہ حتم ال آئیں
 نہ وہ بے امتحان رہ جائیں
 یہی تحقیق ہے کتاب یہی
 طلب علم و اکتساب یہی
 کام آتا نہیں ہے محض قیاس
 ناتوان ایسے علم کی ہوا ساس
 پڑھ لے متنے مختلفا قوال
 یہہ نہ سمجھے ہے اس میں کیا حال
 ہے یہ ذکر محمد راز می
 کراوے امتحان میں ایسی تہی
 اوس نے تحلیل بول کی پان تک
 سیکڑوں مرتبہ نکالا نک
 تب کہیں جا کے مسئلہ یہ کہلا
 طفل کے بول میں نک ہے سوا

جسے چھپ رہی ہے کتاب شیخ الاسلام
 یہاں بجا ہے رازی کا بیڑہ ہے سیکڑوں

تذکرہ کے ہے قابل استقرا
 ابنِ رومیہ بناتی کہا
 چہاں مارا ہر ایک مرز و بوم
 اور ہر ساحل بحیرہ روم
 نہ چھٹے اوس سے داوی دگہا
 نہ بچا کوئی نسبت اشجار

لیتا پھر تا تھا علم و فن کا سبق پتہ پتہ کتاب کا ہوتا ورق
 سب عقاقریب شیش و شیشیم ہزار و اشباب اور جسم و عیم
 لکھا ہر ایک کا مفصل حال سب طبائع خواص اور افعال
 کر دیا گرد نام جالینوس ہو گیا سر و لیسقوریدوس

ہوتے ہیں اس طرح کے طالب علم

کہلاتے ہیں اس طرح مطالب علم ذکر اسلاف تا بکے حیدر
 یہ تو مضمون غیر حیدر یہ تو مضمون غیر حیدر

تا کجا اہل مصر کا آئین تا کجا اتباع خیر الدین
 رہی اہل حیان میں ہل ہل کے بس پہ پھولے نہ پھول کے
 چال پستی نہیں تجھے حاشا چل چکے ہوں جسے علی پاشا
 ہنسنے مانا کہ تورماہنیں کم بڑھ گیا بلکہ سبے چار قدم
 خفتہ بختوں کو پہر ہی نفع نہیں ایسے چنیٹوں میں چونکے ورنہ کین
 او زبرگون کے علم پر کیا فخر فخر تو وہ ہے جو ہوا اپنا فخر
 طنز کیا یہ اہل یورپ پر ہوئے ہم سے وہ فیض بابا اگر
 ہے ہی مقتضای عادت دہر ہوئی واقعہ نہیں طبیعت دہر

کسب کرنی ہر دولت لاحق
 ہنر و علم امت سابق
 خود جو آلودہ ہوں جہالت میں
 طنز کیا اہل علم پر وہ کرین
 فخر اور طنز اہل یورپ پر
 حال اپنا او نہیں سے سن سن کر
 ذکر اسلاف پر سرور و فخر
 نہیں زیبا محوسیون کی طرح
 اب تو میں قل اعوذ لی اکثر
 یادگار اونکے اب رہے کتر
 اہل مطلب ہیں سب اور اہل غرض
 ہوں گیا ہے انہیں ریا کا مرض
 چند جاہل بصورتِ علما
 چن دالہ بہیت حکما
 آپ نے بس یہ کی بڑی تحقیق
 کی طہارت کے باب کی تحقیق
 کچھ نہ ارض کئے جو نوک زبان
 ہو گئے بس بڑے ریاضی دان
 نہ تو ہیئت نہ ہندسہ نہ حساب
 نہ ہے علم اگر نہ علم حماس
 نہ تو ہیئت نہ ہندسہ نہ حساب
 قرنی اشس جینے پہچانین
 ہے ناز و غین اجتہاد و مزید
 عرض کو کب کا جب نہیں اور اک
 عرض کو کب کا جب نہیں اور اک
 جب کہ عرض بلد نہیں معلوم
 قندہ او بے خرد نہیں معلوم

نہ تو ارنج کی ہے انکو خیر
 خاک بھی انکو اوسکا علم نہیں
 جانتے ہوں بھلا کہاں یہ شعور
 اہل اسلام کے بنے واعظ
 ہوئی اسلام کے لڑجھٹ
 سر منڈاتے ہی سرفراز ہو
 ہین یہ گھونگھے کی طرح خانہ بدوش
 اب یہ غطریف ہین غطمہ ہین
 فکر بیع و شرای صوم و صلوٰۃ
 مَالٌ فِي الْحِجْمِ اخْلَكَ
 کیون نہ تنے ہین لیا زمار
 اور بن بیٹھے ہادی فسق
 الْقَوُّ أَحْفَرَةٌ مِنَ النَّارِ
 سَكْرُكَ السَّلَافَةِ الصَّهْبَاءُ
 هَلْ يَكُونُ الزُّرْعُ فِي اللَّيْسِ

فنِ جغرافیہ کا ہی نہ اثر
 ہوئی منقوح غوثۃ جزمین
 ملک اسلام کے حدود و ثغور
 محض تہذیب کے ہوئے قفا
 آپ نے سیکھ لی فقط قرأت
 منہی روزہ و نماز ہوئے
 زہد کی ہر دلیل بنی و گوش
 اب یہ عریض ہین غشمشم ہین
 تاکِ فطرہ کی اور حرصِ زکوٰۃ
 جمع المال ثم عدا دكا
 غم کو تسبیح سے تھا کیا سرو کا
 کمر سے اک پہن لیا حرقہ
 بیٹ کے واسطے یہ مکاری
 اِنْ عَجَبًا وَسُمْعَةً وَّ رِيَاءَ
 رہ نہ خشک اور اوس پہ بھوسی

وَحِكْمُ حُلِقَتْ رُؤُوسُكُمْ بَعْدَ مَا اخْلَلْتُ نَفُوسَكُمْ
يَوْمَ صَلَّيْتُمْ وَارْيَا نَا اِقْتَدَ بِنَا بَكْرًا وَشَيْطَانَا
مَا لَكُمْ تَحْسِبُونَ مِنْ فِيْهِ مَا لَكُمْ لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ

صَرَخَ مِنْ دَرَاهِمِ الْغَدْرِ
جُزْءَكُمْ تَحْسِبُونَ كَالْأَنْدَرِ

دکن کے آنے والوں میں ظہوری میرا ہم صغیر و ہم سخن اور ہم زبان ہم گویند ہوتے
اس سے پہلے اوس نے بھی ایک راگ گایا تھا لیکن سیری اوسکی دہن میں بڑا فرق ہے۔
وہ ترانہ شاعرانہ ہے۔ اور یہ لہڑا و عطا نہ۔ وہ نہ تنگدہ حریفان ہے۔ یہ غیر تنگدہ عزیزان
وہ سر پایا مدح ہے۔ یہ سر اسرقح۔ اوس میں اطناب لایفی ہے۔ اس میں ایجاز پر مدحی
تِلْكَ مَفْطَلَةٌ ظَهَرَتْ وَهَذَا لَا تَشْفَقُهُ مَهْلِكَةٌ

راقم الختم
علی حیدر طباطبائی